قاسم العلوم

یعنی مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

انوار النجوم

از پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی

ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور

قاسم العلوم

مع اردو ترجمہ

انوار النجوم

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی دارالعلوم دیوبند کے فارسی میں مجتہدانہ علمی خطوط
جو معرفت ربانی اور کشفیات الہامی کا مرقع اور جلوۂ
قدرت کا شاہکار ہیں۔ مع اردو ترجمہ و حواشی

مترجمہ
پروفیسر محمد انوار الحسن صاحب شیرکوٹی
۱۲۹۔ڈی پیپلز کالونی لائلپور

پبلشرز
ناشران قرآن لمیٹڈ۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور
فون: ۶۸۵۸۱

تاریخی یادداشتیں

۱۔ نام کتاب	قاسم العلوم
۲۔ مصنف	فارسی مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ نام ترجمہ	انوار النجوم
۴۔ مترجم مکتوبات	پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی
۵۔ ناشر	ناشران قرآن لاہور
۶۔ کاتب	منشی احسان و منشی علم الدین صاحب
۷۔ تعداد	ایک ہزار
۸۔ سال طباعت	۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء
۹۔ قیمت	

ملنے کا پتہ

۱۔ ناشران قرآن لمیٹڈ، ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۶۸۵۵۱

۲۔ ڈاکٹر انصار الحسن ناظم مکتبۂ انوار

حمایت اسلام پریس لاہور

مکتوب ہفتم

در بیان عدم جواز گرفتن سود مسلمانان را در ہندوستان و ہم در
ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینے کے ناجائز ہونے پر اور نیز بیان

بیان عدم جواز آمدنی اراضی مرہونہ وغیرہ
رہن رکھی گئی زمینوں کی آمدنی کے ناجائز ہونے کے بیان میں

(بنام مولانا سید احمد حسن صاحب امروہوی تلمیذ قاسمی رحمہما اللہ علیہما)

ساتواں مکتوب

کہ اصل مکتوبات کی کتاب میں آٹھواں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کمترین بی تمیزان بخدمت عزیز عزیزان مولوی سید احمد حسن
صاحب زاد اللہ عمرہ وقدرہ
سلام مسنون بجا آوردہ گذارش پیرا است۔ دو ورق آں عزیز
باشتمال تحقیق جواز و عدم جواز اخذ ربا مستامنان اہل اسلام
را از دار حرب رسیدہ سرمایۂ کامرانیہا گردیدند۔ مگر ایں مسئلہ
را دیدم کہ از اعظم مسائل عظیمہ و اہم مہمات دینیہ است تا ختم

بے تمیزوں میں سب سے زیادہ بے تمیز عزیزوں میں سے ایک عزیز
مولوی سید احمد حسن صاحب زاد اللہ عمرہ وقدرہ۔
سلام مسنون بجا لا کر عرض پرداز ہے۔ آں عزیز کے دو
خط مستامنین اہل اسلام کو دار حرب سے سود لینے کے جواز اور
عدم جواز کے متعلق پہنچ کر کامرانیوں کا سرمایہ بنے۔ مگر میں نے
اس مسئلہ کو دیکھا کہ عظیم الشان مسائل میں سے زیادہ عظیم اور

ـــ مستامن وہ شخص کہلاتا ہے جو کفار کی حکومت میں پناہ لے کر ان سے امن طلب کر کے رہے۔ مترجم

نقص اسیر مسئلہ بخصوص نہ پندارند کہ دلائل مذکورہ موید عموم الفاظ است نہ خصوص محتمل۔ باقی ذکر نکردن قید احتراز در مسئلہ ربوٰ نہ از بہر آں است کہ اینجا حاجت احتراز بدار الاسلام نیست، بلکہ موضوع مسئلہ مسلمی است کہ بدار الحرب بلا تخصیص باستیمان رفتہ باشد نہ مقیم آنجا۔ بریں سبب ایں جا احتراز متیقن الوقوع است۔ امید قوی است کہ عنقریب بدار الاسلام ہم بر وجہ معاملہ تراضی اتفاق افتادہ نہ مانعی است نہ مزاحمی۔ آری در غصب و سرقہ و حیلہ وغیرہ و صد گونہ اندیشہ است، ہر دم خیال تعاقب مجوز است لہذا آنجا ذکر کردند اینجا ذکر نکردند۔

ہونے سے حاصل ہوا ہے اسیر کے قصے کی تخصیص کے احتمال پر خصوص کیساتھ مسئلہ خیال نہ کریں کیونکہ مذکورہ دلائل الفاظ کے عموم کی تائید کرتے ہیں نہ احتمال کئے گئے خصوص کی۔ باقی سود کے مسئلے میں احتراز کی قید ذکر نہ کرنا اس لئے نہیں ہے کہ یہاں دار الاسلام میں احتراز کی حاجت نہیں ہے بلکہ مسئلے کا موضوع وہ مسلم ہے کہ جو دار الحرب میں چند دن کے لئے امن کے حصول کی صورت میں گیا ہو نہ وہ مراد ہے جو وہاں کا باشندہ ہو۔ اس سبب سے یہاں احتراز کا واقع ہونا یقینی ہے جلد ہی امید ہے کہ عنقریب دار الاسلام میں بھی یہ معاملہ باہمی رضامندی کا ہو گیا اب نہ کوئی مانع ہے اور نہ کوئی مزاحم۔ ہاں غصب اور چوری اور حیلے وغیرہ میں سینکڑوں قسم کے خدشے ہیں، ہر وقت تعاقب کا خیال لگا ہوتا ہے۔ لہذا انہوں نے وہاں ذکر کیا اور یہاں ذکر نہیں کیا۔

ہندوستان بعہد سلطنت برطانیہ نزد حضرت قاسم العلوم

چوں ایں قدر دانستی بگویم کہ اگر کسی را ہوس سود خواستے باشد در ہندوستان را دار الحرب قرار دادہ بروایت امام ابو حنیفہ دست زندگی باید کہ رخت خود ازیں دار بردارد و بمکہ معظمہ رفتہ ہر چہ بر آید از یہود و نصاریٰ و اہل اسلام اینجا ہم آوردہ باشد نوش جاں فرماید کہ ایں دم حسب ارشاد امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ بلا غدر ملک آں گردیدہ و تعلق بہ ملک او را نیافت۔ الّا کسیکہ دل بآب و ہوا ایں دیار بستہ و پای ہمت بر جود و متاع ایں نواح و ساکناں شکستہ ہندوستان در نظرش اگر دار الحرب ہم باشد حلت ایں قسم متاع او را خیال خام است۔ طرفہ تماشا است کہ بروایت اباحت و جواز چناں مست می گردند کہ گوئی صہبا و غنا از مطرب خوش الحان شنیدہ اند اما بغرض ہمیں پی نبردہ اند و خل شنوندگاں بجائے کہ از معانی الفاظ غنا بے خبر باشند

مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک سلطنت برطانیہ کے عہد میں ہندوستان کی پوزیشن

جب اتنا آپکو معلوم ہو گیا تو میں کہتا ہوں کہ اگر کسی کو سود خواری کی ہوس ہو اور ہندوستان کو دار الحرب قرار دیکر امام ابو حنیفہؒ کی روایت کیمطابق سود لینے کیلئے ہاتھ مارے تو چاہئے کہ اپنا سامان ہندوستان سے اٹھائے اور مکہ معظمہ جا کر جو کچھ اس نے ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں سے سود لیا ہے شوق سے کھائے کیونکہ اس وقت امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص کسی غدر کے بغیر اس کا مالک ہو گیا اور کوئی ناپاکی اسکی ملکیت میں داخل نہیں ہوئی۔ لیکن جو شخص کہ اس دیار کی آب و ہوا سے دل لگائے ہوئے ہے اور ہمت کا پاؤں ان اطراف اور ان کے رہنے والوں کے سامان کی خواہش پر توڑے بیٹھا ہے اس کی نظر میں اگر ہندوستان دار الحرب بھی ہو پھر بھی اس قسم کے سود کے مال کا حلال سمجھنا اسکی خام خیالی ہے۔ عجیب تماشہ ہے کہ اباحت اور جواز کی روایت سے یہ لوگ ایسے مست ہو جاتے ہیں گویا کہ انہوں نے

تا فهمیده درست و پایه ذهنشان قید کنند که مطلب
ازین اباحت ظاهری منع و مخالفت است نه اباحت
پس امر قبیل از آیه

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ

اباحت قبیل زدم و عدس و بصل فهمیده باشند مگر آنکه فهم
خدا داد دارند تا قبیل آخر
اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ
و ما بعد حتی وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ را چون می بینند این اباحت را بدتر
از حرمت می پندارند و همچنین اگر بالفرض انتفاع از مال سود
در هندوستان جائز باشد این جواز بدتر از عدم جواز او باشد
چه امام همام مسلمانان این دیار را درین باب به زمره کفار
شمرده اند چنانکه گرفتن سود از کفار دار الحرب روا داشته
اند همچنان از مسلمانان دار الحرب نیز سود گرفتن جائز پنداشته
اند و بر همین بناء متاخران فتوی جواز داده اند با آنکه یکدیگر
مسلمانان را که بدار الحرب مقیم باشند و دوم اند آنکه درین
صورت اگر کسی هجرت کند امالک زمین خانه را یا خورده باز
آید آنچنان باشد که کسی از اشراف با بد معاشان رابطه
محبت پیدا کند بادشاه یا بزرگی بغرض ترک کن نزدیک
آن رابطه باو فرماید که ما هر کس با بد معاشان ربط محبت
دارد از زمره ایشان می پنداریم. آن ابله باستماع این سخن
از کرده خود باز نیاید و بظاهر کلام بادشاه یا آن
بزرگ فریفته بدل خود گوید که اکنون رشته و قرابت
و پیوند نیز او شان باید کرد و هیچ اندیشه نباید کرد که
بادشاه یا آن بزرگ خود مارا ازین زمره شمرده۔

کہ یہ بھی آزوقہ لے گئے کہ کھانے کی آوازیں ان پر پہنچیں اور جھگڑا کریں
کہ شاید بیچ میں یہ بھی ہو صحابہ سننے والوں کو طول کے لیے اباحت کے صورت
بے شبہ ہیں اور سمجھے نہیں یا سمجھ کر تو وہ لطف لیتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ اس ظاہری
اباحت کا مقصد منع کرنا اور مخالفت کو ظاہر کرنا ہے نہ اباحت کہ آیہ
تم شہر میں داخل ہو جاؤ تم جو مانگتے ہو تمہیں مل جائیگا
سے ہری الہسن مسور پیاز کی اباحت سمجھے ہوں گے مگر جو لوگ
خدا داد سمجھ رکھتے ہیں تو وہ پہلے کی آیت یعنی
کیا تم اچھی چیز کے بدلے میں اس سے ادنیٰ چیز چاہتے ہو
اور بعد کی آیت یعنی ان پر ذلت اور مسکنت طاری کر دی گئی اور وہ اللہ
کا غضب لیکر واپس ہوئے کو جب دیکھتے ہیں تو اس اباحت کو
حرام سے زیادہ برا خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح بالفرض اگر
ہندوستان میں سود کے مال سے فائدہ حاصل کرنا جائز بھی
ہو تو یہ جواز اس کے عدم جواز سے بدتر ہوگا۔ کیونکہ امام
ہمام ابو حنیفہؒ نے اس دیار ہندوستان کے مسلمانوں کو اس
باب میں کفار کے زمرے میں شمار کیا ہے جیسا کہ دار الحرب
کے کفار سے سود لینا جائز رکھا ہے، اسی طرح دار الحرب کے
مسلمانوں سے بھی سود کا لینا جائز گمان کیا ہے اور اسی بنا پر
ایسے کے متاخرین نے دار الحرب میں مقیم مسلمانوں کو ایک دوسرے سے
سود لینے کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی غیرت
آور کرے ... کر میں جا کر سود کا مال کھا کر واپس آجائے تو ایسا
ہوگا کہ شریفوں میں سے کوئی بدمعاشوں کے ساتھ محبت کا رابطہ پیدا
کرے اور بادشاہ یا اور کوئی بزرگ اس تعلق کو چھڑوانے کے لئے
اس سے کہے کہ ہم ہر اس شخص کو جو بدمعاشوں سے محبت کا تعلق رکھتا ہے
انہی کے گروہ میں سے خیال کرتے ہیں تو وہ بیوقوف یہ بات سن کر اپنی حرکت سے
باز نہ آئے اور بادشاہ یا اس بزرگ کے ظاہری کلام سے دھوکا کھا کر اپنے
دل میں کہنے لگے کہ اب ان بدمعاشوں سے تعلق رشتہ داری اور قرابت کی
چاہیئے اور کوئی اندیشہ نہ کرنا چاہیئے کہ بادشاہ یا اس بزرگ نے خود ہمیں

حال حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا را تکذیب این دعوی منافقان آوردہ فرمودہ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ الخ پس اگر این شہادۃ معتبر نبودی این عتاب چہ معنی داشتی و بہتان عظیم و افک مبین فرمودے پس چناں کہ اینجا بشہادۃ حال دار و گیر در حق العباد کردہ اند ہمیں ساں توقع دار و گیر در حق راہبان از مرتہنان باید داشت و چنانکہ اینجا شہادۃ قالی منافقان در جواب این شہادۃ کاری نکرد این جا نیز شہادۃ راہبان منافق پیشہ در بارہ عفو و رضا نباید شنید۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

این بحث بر تقدیر اینکہ ہندوستان دار الحرب است

اکنوں می باید شنید کہ این ہمہ کہ گفتہ شد در صورتے است کہ دار الحرب بودن ہندوستان مسلم دارند و اگر خود در دار الحرب بودن ہندوستان کلام باشد باز این تطویل حاجۃ نباشد۔ پس اگر آں روایات را مفتی وقت مستعمل بہر عود کرد اند کہ موید دار الاسلام بودن ہندوستان است حرمت سود گرفتن در این جا بر قول امام ابوحنیفہ نیز اظہر من الشمس باشد۔

برائے تنبیہ منافقان را کہ بہر نوش جاں فرمودن سود بہانہ می طلبند از طحاوی نقل مے کنم۔ در باب المستامن نقل کردہ۔

ذکر الاستروشنی فی فصولہ عن ابی الیسر ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب ما لم یبطل جمیع ما بہ صارت دار الاسلام ذکرہ فی احکام المرتدین۔

وذکر الاسبیجابی فی مبسوطہ

عنہا کی حالی شہادت کو منافقین کے اس دعوے کی تکذیب کرنے والی صورت پیش کرکے فرمایا وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ الخ پس اگر یہ شہادت معتبر نہ تھی تو یہ عتاب کیا معنی رکھتا اور بہتان عظیم اور افک مبین نہ فرماتے پس جب کہ یہاں حالی شہادۃ کی وجہ سے بندوں کے حق میں کچھ دھکڑ کیا تو اسی طرح مرتہنوں کی طرف سے راہبوں کے حق میں دار و گیر کی توقع رکھنی چاہئے اور جس طرح کہ وہاں اس شہادت کے جواب میں منافقوں کی قولی شہادت نے کوئی کام نہیں کیا تو یہاں بھی منافق پیشہ راہبوں کی شہادت کو عفو اور رضا کے بارے میں نہیں سننا چاہیے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

یہ سب بحث اس مفروضے پر ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے

اب سننا چاہیئے کہ یہ سب جو کہا گیا اس صورت میں ہے جبکہ ہندوستان کا دار الحرب ہونا مسلم رکھیں اور اگر خود ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں کلام ہو تو پھر اس تطویل کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس اگر مفتی وقت ان روایات کو اپنی مجبوری سے مستعمل کر دے جو روایات کہ ہندوستان کے دار الاسلام ہونے کی تائید کرتی ہیں تو پھر یہاں ہندوستان کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق سود لینے کا حرام ہونا زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

سود کے منافقین کی تنبیہ کے لئے کہ اس کے کھانے کے لئے بہانہ تلاش کرتے ہیں طحاوی سے حسب ذیل عبارت نقل کرتا ہوں۔ مستامن کے بارے میں انہوں نے نقل کیا ہے۔

استروشنی نے ابو الیسر سے اپنی فصول میں ذکر کیا ہے کہ دار الاسلام اس وقت تک دار الحرب نہیں بنتا جب تک وہ تمام صورتیں جن سے دار الاسلام تشکیل پاتا ہے باطل نہ ہو جائیں۔ یہ بات مرتدین کے بارے میں انہوں نے ذکر کی ہے۔

اور اسبیجابی نے اپنی مبسوط میں ذکر کیا ہے

ان دارالاسلام محکوم بکونہا دارالاسلام فیبقی ھذا الحکم ببقاء حکم واحد فیہا ولا تصیر دارالحرب الا بعد زوال القرائن وھو دارالحرب تصیر دارالاسلام بزوال بعض القرائن وھو ان تجری فیہا احکام اھل الاسلام۔

وذکر اللامشی فی واقعاتہ انہا صارت دارالاسلام بھذہ الاعلام الثلاثۃ فلا تصیر دارحرب ما بقی شئ منہا۔

وذکر الامام ناصر الدین فی المنشور ان دارالاسلام صارت دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام انتہی

پس ہر کرا خوف آخرۃ در گرفتہ می باید کہ اندریں باب حدیث الاثم ما حاک فی صدرک او کما قال

ہندوستان دارالاسلام ہست

علمائے پیش نظر دارد وجہ اول باعتبار روایات منقولہ

ہندوستان دارالاسلام۔ باز اگر دارالحرب است حسب ارشاد ائمہ ثلاثہ وہم امام ابو یوسف گرفتن ربا در دارالحرب ہم حرام وممنوع۔ واگر بالفرض موافق ارشاد امام ابو حنیفہ حلال ہم باشد ایں حلت بدتر از حرمت است واگر بالفرض علاوہ دیگر علتہا است انہم وقتی است کہ احراز بدار الاسلام کردہ باشند آں کہ در ہندوستان بخشیند و خوردو

کہ دارالاسلام پر دارالاسلام ہونے کا حکم اس وقت تک رہیگا جب تک کہ اس میں ایک حکم بھی دارالاسلام کا باقی رہیگا اور وہ اس وقت تک دارالحرب نہیں ہوگا جب تک کے دارالاسلام کے سب قرینے ختم نہیں ہو جاتے اور دارالحرب کے بعض قرائن کے ختم ہو جانے سے دارالاسلام بن جاتا ہے اور اس کی یہ صورت ہے کہ اس میں مسلمانوں کے احکام جاری ہونے لگتے ہوں۔

اور لامشی نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہے ان تینوں نشانیوں کے باعث وہ دارالاسلام بن گیا اور جب تک ایک بھی نشانی باقی ہے وہ دارالحرب نہیں بنے گا۔

اور امام ناصر الدین نے منشور میں ذکر کیا ہے کہ دارالاسلام دارالاسلام رہتا ہے جب تک کہ دارالاسلام کے احکام اس میں جاری ہیں اور جب تک اسلام کے علائق میں سے کوئی تعلق باقی رہتا ہے تو دارالاسلام کی جانب راجح ہوگی۔ انتہی۔

پس جس شخص کو آخرت کا خوف ہے اسکو چاہئے کہ اس بارے میں گناہ کی بات وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکے او کما قال

ہندوستان دارالاسلام ہے

اگر پیش نظر رکھے کیوں کہ مذکورہ یا منقولہ روایات کے اعتبار سے

ہندوستان دارالاسلام ہے پھر بھی اگر دارالحرب ہے تو امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور نیز امام ابو یوسف کے نزدیک سود کا دارالحرب میں بھی لینا حرام اور ممنوع ہے۔ اور اگر بالفرض امام ابو حنیفہ کے ارشاد کے مطابق حلال بھی ہو تو وہ حلت حرمت سے بدتر ہے اور اگر بالفرض دوسری علتوں کو ترجیح کی علت پر تو وہ بھی وقتی ہے جبکہ دارالاسلام میں لاکر سود کے مال کا احراز کیا ہو نہ یہ کہ ہندوستان

بود نماید و نوش جاں فرماید۔ نظر بریں بگوید درسینہ خلجانی و خراشی پیدا نخواہد شد و چرا مصداق ما حاك فی صدرك او کما قال نخواہد گردید وما علینا الا البلاغ۔

از ہندوستان بصورت ہجرت

کار ایمان آں بود کہ ہجرت ہندوستان دار الحرب قرار داده اند و درباره سود گرفتن و نا گرفتن و دادن و نادادن ایں دیار را دار الاسلام می فہمیدند نہ ایں کہ وقت ہجرة دار الاسلام و وقت سود گرفتن دار الحرب۔ ایں از جمال قبیل است کہ خداوند جل مجده از حال منافقان میفرماید۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَآءَهُمْ نَصْرٌ
مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا مَعَكُمْ اَوَلَيْسَ
اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ

اجتہاد قاسم العلوم در باب سود

بگمان احقر ایں گنہگاری کسانیکہ باحتمال دار الحرب بودن ہند خود را بوجہ اقامت ایں دار بزه کارے دانند و باحتمال دار الاسلام بودن ہند وقتیکہ نان سود از خانہ ایں و آں خورده شود خود را گناہگار نمی پندارند از آں سود حلال و اقامت مباح کہ بدو احتمال متضاد وابستہ اند بیزار اں مرتبہ بہتر باشد۔ شعر

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
نان حلال شیخ ز آب حرام ما

کاش ایں سود خواران و مقیمان ہند خود را از خطا کاران می پنداشتند کہ یکے امید انابة دوم در ملامت خویش احتمال تخفیف قیامت می بود۔

میں رہتے اور کھاتے پیتے اور خرچ کرتے اس کے پیش نظر سینے میں کوئی خلجان اور خلش پیدا نہ ہوتی اور یہ لوگ ما حاك فی صدرك او کما قال کا مصداق نہ ہوگا اور ہمارے ذمے تو حق بات کا پہنچا دینا ہے۔

ہندوستان ہجرت کی صورت میں

ایمان کی بات تو یہ تھی کہ ہجرت کے بارے میں ہندوستان کو دار الحرب قرار دیتے اور سود لینے اور نہ لینے اور دینے اور نہ دینے کے بارے میں ہندوستان کو دار الاسلام سمجھتے نہ یہ کہ ہجرت کے وقت میں تو دار الاسلام اور سود لینے کے وقت اسکو دار الحرب کہیں یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ خداوند جل مجدہ منافقوں کی حالت کے متعلق فرماتے ہیں۔

اور بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان
لائے پس جب اللہ کی راہ میں ایذا دی گئی تو لوگوں کے فتنے کو
اللہ کے عذاب کی مانند بنا دیا اور اگر ان کو اللہ کی مدد
پہنچ جاتی تو وہ کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ کیا
اللہ دنیا والوں کے دلوں کی باتیں نہیں جانتا۔

مولانا محمد قاسم صاحب کا سود کے بارے میں اجتہاد

اس احقر گناہگار کے گمان میں جو لوگ ہندوستان کے دار الحرب ہونے کے شک کے باعث اپنے آپکو یہاں کے قیام کے باعث گنہگار خیال کرتے ہیں اور دار الاسلام ہونے کے شبہ میں جبکہ اس کے گھر اور اس کے گھر سے سود کی روٹی کھائی ہو اپنے آپکو گنہگار خیال کرتے ہیں تو اس حلال سود اور مباح اقامت کیوجہ سے جو دو متضاد احتمال میں پھنسے ہوئے ہیں ہزار ان مرتبہ بہتر ہے کہ

مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن شیخ کی حلال
روٹی ہمارے حرام پانی کے ساتھ نہ چلیگی۔

کاش یہ سود خوار لوگ اور ہندوستان میں مقیم ہوتے ہوئے اپنے آپکو خطا کاروں میں سے سمجھتے کہ ایک تو اللہ کی طرف رجوع کی امید ہوتی اور دوسرے اپنی ملامت میں قیامت میں ملامت کی تخفیف کا احتمال رہتا۔

عن سعيد بن المسيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يغلق الرهن الرهن من صاحبه الذي رهنه له غنمه وعليه غرمه" رواه الشافعي مرسلا وروي مثلها ومثل معناه لا يخالفه عنه عن ابي هريرة متصلا

ایں حدیث صریح معارض آں حدیث است کہ بظاہرش سودخواران سود رہن نوش جاں میفرمایند. چہ جملہ

لا يغلق الرهن الرهن

بمعنی لا يمنع الرهن المرهون است. و مے دانی کہ ایں نہی تصریح است بآنکہ منافع شئ مرہون را بہ راہن باید داد. و نزد خود ذخیرہ نباید نہاد و دست بہ تناولش نباید کشاد. چناں چہ جملہ اخیرہ کہ بمنزلہ تفسیر جملہ اولیٰ است ایں مضمون را آشکارا کردہ۔

احوط اینست کہ سود گرفتن سند است در حرام

اکنوں مے گویم کہ تا مقدور کلام خداوند مے باہم یکدیگر وہم در کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم توافق باید جست نہ تعارض. و اگر بہ تدبیرے تعارض مرتفع نشود آنگاہ اگر از تقدم و تاخر تاریخ یک کلام از دیگر اطلاع یابیم فبہا مقدم را منسوخ و متاخر را ناسخ پنداریم ورنہ با احوط عمل کنیم و در پی ہوا و ہوس نرویم لیکن مے دانی کہ ایں جا حال تاریخ معلوم نیست و احوط ہمیں است کہ حرام پنداریم کہ در بارہ حرمت ربا در کلام اللہ چہ تشدد و بکدام وعید احکام فرستادہ اند جا بجا مے فرمایند۔

سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرہونہ زمین کو راہن سے اگر وہ چھڑا لے تو روکا نہ جائے جس نے اسکو رہن رکھا اس کیلئے رہن کے منافع ہیں اور اسی کے ذمے اسکے اخراجات ہیں۔ اسکو امام شافعیؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے اور اسی کی مانند روایت کیا ہے یا اسی معنی کی مانند کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی یہ حدیث ابوہریرہؓ سے متصل ہے۔

یہ صریح حدیث اس حدیث کے متضاد ہے کہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر سود کھانے والے رہن کا سود نوش جاں کرتے ہیں۔ کیونکہ جملہ

لا يغلق الرهن الرهن

بمعنی لا يمنع الرهن المرهون ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ صاف ممانعت ہے اس بات کی کہ رہن رکھی گئی چیز کا نفع راہن کو دینا چاہئے اور مرتہن کو اپنے پاس جمع نہ رکھنا چاہئے اور اسکے استعمال کیلئے ہاتھ نہ بڑھانا چاہئے۔ چنانچہ آخری جملے نے جو پہلے جملے کی تفسیر کی جگہ ہے اس مضمون کو آشکارا کر دیا ہے۔

زیادہ محتاط یہ ہے کہ ہندوستان میں سود لینا حرام ہے

اب میں کہتا ہوں کہ تا مقدور خدا کے کلام میں آپس میں اور کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موافقت تلاش کرنی چاہئے نہ کہ تعارض۔ اور اگر کسی صورت سے تعارض نہ اٹھ سکے تو پھر ایک کلام کی دوسرے سے تاریخ کے آگے اور پیچھے ہونے کی اگر ہمیں اطلاع ہو جائے تو فبہا اس صورت میں پہلے کلام کو منسوخ اور بعد کے کلام کو ہم ناسخ سمجھیں ورنہ احوط پر عمل کریں اور خواہش نفسانی کے پیچھے نہ چلیں لیکن آپکو معلوم ہے کہ یہاں تاریخ کا حال معلوم نہیں ہے اسلئے ہمیں زیادہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ ہم ہندوستان میں سود کو حرام سمجھیں کیونکہ سود کے حرام ہونے کے بارے میں کلام اللہ میں کس قدر تاکید اور کتنی عذاب کی دھمکیوں کے ساتھ احکام بھیجے ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا
مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

وجای ارشاد است

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا
مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

وجای می فرمایند۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ
اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ الخ

علی ہذا القیاس احادیث کثیرہ در مذمت ربا و زجر و توبیخ از خوردن آں وارد شدند۔ کتابی از حدیث نباشد کہ کثرۃ ایں قسم احادیث در وے نباشند۔ بوجہ کثرۃ و شہرۃ آں مستلزم را از تحریر آں باز داشتہ می گویم کہ منفعت رہن بشہادۃ احادیث ثلٰثہ سابقہ داخل رباست و باز احادیث بی شمار و آیات کثیرہ بہر زجر و توبیخ از خوردن و گرفتن آں وارد شدند۔ با ایں ہمہ حدیثی خاص مبارکہ در منفعت رہن شنیدی و ایں طرف فقط یک حدیث کہ بظاہر موہم جواز منفعت رہن ایں دیار است و در حقیقۃ آنہم ازیں قصہ یکسو باز کدام انصاف است کہ اینہمہ را بگذارند و ایں یک حدیث بمقتضاء ہوا و ہوس پیش نظر دارند۔ بجز اگر تیرہ درونی باعث ایں مجبوری شدہ باشد دیگر چہ گویم۔ اگر توفیق ترک نبود ازیں خوردن و بہانہ حلال کردن بہتر آں بود کہ مے خوردند و خود را گناہگار می شمردند۔

اے ایمان والو تم دو چند سہ چند سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور ایک جگہ ارشاد ہے۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو بقیہ سود ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے روز نہیں کھڑے ہو سکیں گے مگر اس طرح جیسا کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسکو شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔

علی ہذا القیاس بہت سی حدیثیں سود کی مذمت اور اس کے کھانے سے زجر و توبیخ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حدیث کی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس میں اس قسم کی حدیثیں بکثرت وارد نہ ہوئی ہوں۔ انکی کثرت اور شہرت کی وجہ سے ان کے لکھنے سے اپنے قلم کو روک کر میں کہتا ہوں کہ رہن کا نفع تینوں سابقہ حدیثوں کی روشنی میں سود میں داخل ہے اور پھر بے شمار حدیثیں اور بہت سی آیتیں اسکے لینے اور کھانے سے زجر و توبیخ کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ایک خاص حدیث رہن کے نفع کے نہ لینے کے بارے میں تم نے سن لی ہے اور اس طرف فقط ایک حدیث جو کہ ظاہر میں اس ملک میں رہن کے نفع کے جواز کے بارے میں شبہ پیدا کرتی ہے حالانکہ حقیقت میں وہ حدیث بھی اس قصے سے علیحدہ ہے پھر کونسا انصاف ہے کہ ان سب آیات و احادیث کو چھوڑ دیں اور ہوا و ہوس کے تقاضے سے متاثر ہو کر صرف اس ایک حدیث کو مطمع نظر بنالیں بجز اسکے کہ دل کی تاریکی اس مجبوری کا باعث ہو اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ اگر سود اور منفعت رہن کے چھوڑنے کی توفیق نہ تھی تو سود کھانے اور حلت کا بہانہ تلاش کرنے سے یہ بہتر تھا کہ سود کھاتے اور اپنے کو گناہگار سمجھتے۔

می فہمد۔ دیگر دانی کہ مصالحت و اصلاح بعد تحقق حقوق می باشد۔ نظر بریں لازم آمد کہ بجو قصہ ابراء کہ حق ابراء کنندہ متحقق بود ایں جا نیز حق راہن بر مرتہن و حق مرتہن بر راہن ثابت خواہد شد۔ مگر چوں حقوق از طرفین بود از یک طرف قیمت شیر و اجرت سواری و از یک طرف قیمت کاہ و دانہ و مونت خدمت و باز چنداں کمی بیشی نبود اگر بود خطب آں بر روزہ و متاع قلیل۔ مربی دو جہاں حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم قیمت کاہ و دانہ و اجرۃ خدمت بمقابلہ شیر و اجرت سواری نہادہ مشورہ بتراضی فرمودند تا دقتی بمیان نماند و کار ہر کس بسہولت گراید۔ ہوس پرستان کہ کاسہ چشم اوشاں بجز بغت التسلیم ہم پر نتواں شد ایں قسم مضامین را بیجا بردہ آلہ ہوس خود ساختہ گرداندہ و منشا ارشاد و اشارہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم را نافہمیدہ حرام را نفع حلال ے گیرند۔ اللہ یہدینا وایاہم واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

خلاصۂ مرام

در عہد برطانیہ ہندستان نزد قاسم العلوم راجح اینکہ دار الحرب است	خلاصۂ مطلب این است کہ اوّل بود دار الحرب

بودن ہندوستان کلام چنانچہ از مطالعہ روایات منقولہ واضح باشد اگرچہ راجح نزد بندہ ایں ہمیں باشد کہ ہندوستان دار الحرب است۔

دوم حکم در جواز اخذ ربا مسلم مستامن را از حربی و مسلم مقیم دار حرب در دار الحرب اختلاف و انہم چناں کہ تمام امت یک طرف و تنہا امام ابوحنیفہ و امام

سمجھتا ہے اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ مصالحت اور اصلاح حقوق کے ثابت ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔ اس کے پیش نظر ضروری ہوا کہ ابراء کے قصے کی طرح کہ ابراء کنندہ (قرضخواہ) کا حق ثابت تھا تو یہاں بھی راہن کا حق مرتہن پر اور مرتہن کا حق راہن پر ثابت ہوگا مگر چونکہ حقوق طرفین سے تھے تو ایک طرف سے دودھ کی قیمت اور سواری کی اجرت اور ایک طرف سے گھاس اور دانے کی قیمت اور خدمت کے معاوضے میں کچھ زیادہ کمی بیشی نہیں ہوتی اگر کچھ ہے تو روزانہ کی تھوڑی اور تھوڑی سی پونجی کا معاملہ تھا۔ اس لئے دونوں جہان کے مربی دونوں جہان کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے گھاس اور دانے کی قیمت اور خدمت کی اجرت کو دودھ اور سواری کے کرائے کے مقابلے میں رکھ کر رضامندی کا مشورہ دیا۔ تاکہ کوئی دقت درمیان میں نہ رہے اور ہر شخص کے کام میں سہولت پیدا ہو لیکن ہوا و ہوس کے بندے کہ ان کی آنکھیں ساری دنیا کی آمدنی سے بھی نہیں بھرتیں۔ اس قسم کے مضامین کو تقلید کرکے اپنی ہوس کا ذریعہ بنالیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور منشا کو نہ سمجھتے ہوئے حرام کو حلال کے بجائے لیتے ہیں۔ اللہ ہمیں اور انہیں ہدایت دے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

خلاصۂ مضمون

برطانیہ کے زمانے میں ہندستان مولانا محمد قاسم کے نزدیک ترجیحاً دار الحرب ہے	مطلب کی خلاصہ یہ ہے کہ اول تو ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں

شبہ ہے جیسا کہ منقولہ روایات سے آپ کو معلوم ہوگیا اگرچہ اس ناچیز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔

دوسرے مسلمان پناہ گزین کو دار الحرب کے رہنے والے سے اور وہاں کے مقیم مسلمان سے دار الحرب میں سود لینے کے جواز میں اختلاف ہے اور وہ بھی ایسا اختلاف کہ تمام امت

محمد یک طرف. پس از امام ابوحنیفہ اگر با غیر مسلم ربا از حربی وغیرہ
در دار الحرب اجازۃ دادہ اند ازیں اجازۃ ایں از کجا
لازم آمد کہ گیرندہ بمجرد ملک آں مال می گردد بلکہ
دلائل فقہیہ و قواعد فقہیہ بر تملک بضرورت احراز
بدار الاسلام چناں شاہد کہ اہل فہم را از تسلیم آں چارہ
نیست و ایں طرف مقصود از اباحۃ اخذ ربا از مسلم
دار الحرب ہجرۃ او است از آں جا نوش جان فرمودن
مال ربا و قمار با ایں ہمہ کہ گفتہ شد دریں جا ماندن
و مال ربا خوردن کار کسانی است کہ عقل را بالائے طاق
نہند و بر حیا و غیرہ پشت پا زنند و چشم بند کردہ
حرام و حلال ہر چہ پیش آید ہمچو شیر مادر فرو برند. نعوذ
باللہ من الزلل والخطل ونسألہ ان یوفقنا
ایانا وجمیع المسلمین ان نجتنب عن طرق
الھوی ونتقی عن اتباع الشیطان ونستسلم لرضاء
المولی فانہ نعم المولی ونعم الرب وآخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی
رسولہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

تمت

ایک طرف ہے اور تنہا امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ ایک
طرف۔ پھر امام ابو حنیفہؒ نے اگر حربی وغیرہ سے دار الحرب میں سود
لینے کی اجازت دی ہے تو اس اجازت سے یہ کہاں لازم آیا
کہ سود لینے والا اسی وقت اس مال کا مالک بن جاتا ہے۔ بلکہ
فقہی دلائل اور اس کے قواعد مالک ہونے کے لئے دار الاسلام
میں مال لیجا کر احراز کے ضروری ہونے پر ایسے شاہد ہیں کہ اہل فہم کو
اس کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے اور اس طرف دار الحرب کے مسلمان
سے سود لینے کی اباحت سے مقصد اس کو وہاں سے ہجرت کرانا ہے
نہ کہ سود اور جوئے کا مال شوق سے کھانا ان تمام امور کے باوجود جو بیان
کئے گئے ہیں صرف وہاں رہنا اور سود کا مال کھانا ان لوگوں کا کام ہے جو
عقل کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور شرم کو بالائے طاق رکھ کر اور آنکھیں
میچ کر حرام اور حلال جو سامنے آ جائے ماں کے دودھ کی طرح ہڑپ کر
جاتے ہیں ہم ایسی لغزش اور غلطی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے
دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ خواہش نفس کے
راستوں پر چلنے سے پرہیز کریں اور شیطان کی پیروی سے اجتناب کریں اور
مرضی مولی کے سامنے سر جھکا دیں کیونکہ وہ کیا ہی اچھا مولی اور کیا ہی اچھا
رب ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ
والسلام علی رسولہ سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

تمت

اس مکتوب کا ترجمہ ۳ صفر ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۷۸ء
بروز بدھ ۱ بجے صبح مطلع الانوار گلبرگ لاہور میں شروع کیا گیا
اور بفضل خدا آج بتاریخ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ مطابق
۲۸ اپریل ۱۹۷۹ء بروز جمعرات چار بجے میں پانچ منٹ پر بعید الطور
۲۹ ہوٹی لالپور بالاتمام [illegible] ہیں اس کا ترجمہ [illegible] بایام
کو پہنچا اس مکتوب کا ترجمہ [illegible] سے آخر میں لکھا ہے۔ الحمد للہ
والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی جمیع الانبیاء و
المرسلین والملائکۃ المقربین وعلی آلہ واصحابہ
وازواجہ وعترتہ اجمعین۔

محمد [illegible]